

213425- اہل میت کیلئے ہوٹل سے کھانا منگوانے سے سنت پر عمل ہو جائے گا؟

سوال

حفظ قرآن کی کلاس میں کچھ بہنوں نے اپنی سہیلی کی والدہ کی وفات پر اہل میت کیلئے اٹھے ہو کر کھانے کا انتظام کیا، اس کیلئے انہوں نے ایک ہوٹل سے کھانا تیار کروا کر ڈیوری کروا دیا، ہوٹل کو آرڈر دینے کے بعد ہمیں ایک معلم نے کہا: "اہل میت کو آجکل کھانا بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ "ڈیوری" سروس کی وجہ سے اہل میت کیلئے کھانا حاصل کرنا بہت آسان ہو چکا ہے، اور اگر کھانا لازمی بھیجنا ہی ہے تو گھر میں بنا کر بھیجا جائے، کیونکہ اس سے ثواب زیادہ ملے گا"

سوال یہ ہے کہ: کیا ڈیوری کے ذریعے کھانا ارسال کروا کر ہم نے سنت [یعنی: آل جعفر کیلئے کھانا تیار کروا] پر عمل کر لیا؟ یا اس کیلئے لازمی ہے کہ کھانا ہوٹل کی بجائے ہم خود بنائیں، اور کیا ہمارے ثواب میں کمی واقع ہوگی؟ کیونکہ ہم نے خود کھانا تیار نہیں کیا؟

پسندیدہ جواب

اول:

اہل میت کیلئے اقرباء، پڑوسیوں، اور دوستوں کی طرف سے کھانا تیار کرنا مستحب ہے، کیونکہ سوگواران کو کھانا بنانے کی فرصت نہیں ملتی، جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا: (جعفر کے اہل خانہ کیلئے کھانا بناؤ، انہیں [فوتیگی] نے [کھانے کے بندوبست سے] مشغول کر دیا ہے) ترمذی (998) نے اسے روایت کیا اور حسن کہا ہے، اور ابو داؤد (3132)، ابن ماجہ (1610) نے بھی روایت کیا ہے، اور اسے ابن کثیر و شیخ ابانی نے بھی حسن قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"اہل میت کے پڑوسیوں، اور رشتہ داروں سے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جس دن فوتیگی ہو اس دن اور رات کا سیر ششم کھانا اہل میت کیلئے تیار کریں، بلاشبہ یہ سنت ہے، اور نیک نامی کا باعث ہے، ہم سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اہل خیر یہ کام کرتے آئے ہیں" انتہی

"الام" (317/1)

اور شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"اس حدیث میں اہل میت کیلئے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کا شرعی حکم ہے، کیونکہ انہیں اپنی مصیبت کی وجہ سے اپنی بھی ہوش نہیں ہوتی" انتہی

"نیل الأوطار" (118/4)

اور اس سنت پر آپ کسی بھی طریقہ سے اہل میت کیلئے کھانا پہنچا کر عمل کر سکتے ہیں، چاہے آپ گھر میں کھانا بنائیں، یا ہوٹل وغیرہ سے آرڈر دیکر تیار کروائیں؛ کیونکہ یہاں پر اصل مقصد انہیں کھانا کھلانا، اور انکے ساتھ اظہار ہمدردی ہے، اور اس مقصد کیلئے آپ گھر کے بنے ہوئے کھانے یا بازار سے خریدے گئے کھانے میں فرق نہیں کر سکتے، الا کہ کسی علاقے کا کوئی خاص عرف ہو تو اس عرف کا خیال کرنا چاہئے، مثلاً: کسی علاقے کے لوگ ہوٹل کا کھانا ایسی صورت حال میں ارسال کرنا اچھا نہیں سمجھتے، وغیرہ وغیرہ

دوم:

یہ کہنا کہ "اہل میت کیلئے آجکل کھانا بنانے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ ہوٹل موجود ہیں، اور ماضی کی طرح آج کے دور میں میت کیساتھ اتنی زیادہ مصروفیت بھی نہیں ہوتی" کوئی سچی ٹہلی

بات نہیں ہے، اسکی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں :

1- حدیث مبارکہ میں [کھانا بنانے کا] شرعی حکم "اہل میت کی میت کیساتھ مصروفیت" کی بنا پر دیا گیا ہے، اور یہ مصروفیت چاہے بدنی ہو یا ذہنی ہو ٹل بننے سے پہلے بھی تھی، اور بعد میں بھی ہے، اس لئے ہوٹلوں کے بننے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا؛ کیونکہ انسانی نفسیات کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو مرگ ہونے کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہے، خصوصی طور پر ایسی صورت میں جب مصیبت سنگین قسم کی ہو۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اہل میت کیلئے کھانا تیار کرنا مستحب ہے، انکا تعاون کرتے ہوئے، کھانا تیار کر کے انکی طرف بھیج دیا جائے گا، تاکہ انکے دل کو دلاسا ملے؛ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اہل میت سوگ اور تعزیت کیلئے آنے والوں میں اتنے مشغول ہو جائیں کہ انہیں اپنے لئے کھانے کا بندوبست کرنے کیلئے موقع ہی نہ ملے" انتہی
"المغنی" (3/496)

2- اہل میت کو جس طرح کھانا بنانے کی فرصت نہیں ملتی اسی طرح ہوٹل سے رابطہ کر کے مطلوبہ کھانے کا آرڈر دینے کی بھی عام طور پر انہیں فرصت نہیں ہوتی، اور بسا اوقات ایسی عملیں حالت میں اہل میت ہوٹل سے کھانا منگوانے پر تنگی محسوس بھی کر سکتے ہیں، بلکہ لوگ بھی انکے اس کام پر نکتہ چینی کریں گے، اور یہ سمجھے گے کہ یہ لوگ اپنی میت کو زیادہ اہمیت نہیں دے رہے، ایسا حقیقت میں ہوتا بھی ہے، اور کہا بھی جاتا ہے۔

3- اگر یہ حکم اہل میت کی کھانا بنانے کی استطاعت پر مبنی ہوتا؛ تو علمائے کرام اس حکم سے نوکر چاکروالے مالدار اور صاحب حیثیت افراد کو اس سے مستثنیٰ ضرور کرتے، اور علمائے کرام عزیز واقارب اور دوست احباب کو انکے لئے کھانا تیار کرنے کی ترغیب دلانے کی بجائے، ان لوگوں سے یہ مطالبہ کرتے کہ جو نوکر میت کی وجہ سے مصروف نہیں ہیں انہیں کھانے کی تیاری کا حکم دیا جائے۔

4- پڑوسیوں، عزیز واقارب اور دوست احباب کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنے کا ایک اور مقصد بھی ہے جو صرف کھانا ہی نہیں بلکہ سماجی رابطے کو تقویت بخشنا، اور اہل میت کو یہ باور کروانا بھی مقصود ہے کہ کھانے کا انتظام کرنے والے لوگ بھی آپکے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

اسی لئے ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ضرورت کے وقت ہاتھ بٹانے کا اصل مقصد یہ ہے۔۔۔ اپنے گھریلو سربراہ کے فوت ہو جانے پر انکی دگرگوں صورت حال کا تقاضا تھا کہ انکی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری لے لی جائے" انتہی
"عارضۃ الأحوذی" (4/219)

5- حدیث میں مذکور مشغولیت سے جیسے بدنی مصروفیات مراد ہیں اسی طرح ذہنی تناؤ بھی مراد ہے، کیونکہ اہل میت ذہنی طور پر میت کی وجہ سے شدید ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں، جو انہیں کھانا بنانے، یا ہوٹل سے منگوانے یا نوکروں کو کھانے کا حکم کرنے سے روک رکھتا ہے۔

یعنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس حدیث سے میت موجود ہو، یا میت کی صرف خبر آئی ہو تو ایسی صورت میں اہل میت کیلئے کھانا بنانے کا استنباب ثابت ہوتا ہے، کیونکہ سوگواران میت کی خبر یا میت کیساتھ مصروف ہوتے ہیں، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں ایک ایسا معاملہ آپہنچا ہے کہ جس نے انہیں مصروف کر دیا ہے، یعنی کھانے وغیرہ سے مشغول کر دیا ہے" انتہی

"شرح سنن أبوداؤد" (59/6)

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ: یہ بات بھی ضروری ہے کہ کھانے کا بندوبست شرعی حدود میں رہے، اور معقول انداز سے کھانے کا انتظام کیا جائے، فخر اور دکھلاوے سے دور ہو۔

سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یہ معاملہ ابتدا میں مسنون طریقے پر جاری و ساری تھا، لیکن بعد میں اسے بدعت بنا دیا گیا کہ اسے فخر اور دکھلاوے میں شامل کر دیا گیا، جیسے کہ آج کل ہو رہا ہے؛ کیونکہ لوگ اہل میت کے ہاں جمع ہو جاتے ہیں، اور اہل میت کے رشتہ دار پر تکلف کھانا بھیجتے ہیں، جسکی وجہ سے اس عمل میں بھی بدعت سرایت کر چکی ہے" انتہی

"شرح سنن ابن ماجہ" (ص: 116)

واللہ اعلم.